الفاظ کے حقیقی معانی متعین کرنے والی نبوی اصطلاحات

حافظ حسن مدنی *

قرآنِ مجید بتاتا ہے کہ ہر انسان کو دین فطرت 'اسلام' پر پیدا کیا گیا ہے اور ہر کوئی اپنی فطرت کی تسکین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، کم از کم مشکل وقت میں وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتا۔ اللہ جل جلالہ کی ہدایات کو پانے کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک مقدس جماعت مبعوث کی گئی ہے جن کی باتوں پر یقین کرنا ایمان کا اوّلین تقاضا ہے۔ انبیائے کرام اللہ کے حکم سے بولتے، اور اللہ کی بتائی تعلیمات کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا و منشا سے آگاہ کرتے ہیں۔

اس لحاظ سے انبیائے کرام، اللہ کی طرف سے تعلیم یافتہ ہوتے اور ان کی زبانی علم کی سب سے اعلیٰ قسم متعارف ہوتی ہے۔ وہی خالق اور مخلوق کے مابین مضبوط ترین واسطہ ہوتے ہیں۔ انہی کی زبانی انسانوں کو اللہ کا کلام: توراۃ، زبور، انجیل اور قرآنِ مجید ملے ہیں۔ وہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور جنت و جہنم کے بنیادی عقائد سے آشنا کرتے اور انسانوں کے باہمی رشتے، حقوق و فرائض اور باہمی تعلقات بتاتے ہیں۔ گویا مذہب کا پورا تانا بانا جو انسان کی فطرت میں خالق ازل نے پیوست کیا ہے، اس کی پہچان و معرفت انبیا کے بتانے کی محتاج ہوتی ہے۔ انبیائے کرام اپنی تعلیمات کے ذریعے اساسی عقائد و تصورات اور انسانی حقوق و فرائض کے رخ متعین کرنے کے ساتھ مفاہیم و معانی کا بھی ایک نظام تشکیل دیتے ہیں، جو انسان کے بنائے لغوی معانی سے بالاتر حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ انبیا کی ہر بات کو دل و جان سے تسلیم کرنا ہی 'ایمان' کہلاتا ہے۔

اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے سلسلے کے آخری نبی محمد ﷺ ... جو امام الانبیا کے مقام پر فائز ہیں... نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت بہت سے مروّجہ الفاظ کو مخصوص معانی عطا کرتے ہوئے، انسانوں میں مخصوص طرزِ فکر متعارف کرایا۔ کبھی آپ نے ان الفاظ کے حقیقی معانی کو واضح کیا اور کبھی ان کے کسی خاص پہلو کو نمایاں فرمایا۔ چونکہ خلاقِ عالم کی ہدایت کے نتیجے میں نبی مکرم ﷺ سے ایسا صادر ہوا، اس لحاظ سے ہمارے ایمان و اعتقاد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم انہی معانی کو حقیقی معانی سمجھیں اور اپنے رجحانات کو اسی کے مطابق تشکیل دیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ذیل میں ایسے عربی الفاظ کا ایک انتخاب پیش کیا گیا ہے جن کے انسانوں میں مروّج معانی کچھ اور تھے اور نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ ان کا مفہوم یا تقاضا یوں ہونا چاہیے اور مسلمان کو ان الفاظ کا یہ مطلب سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہر لفظ کا لغوی مفہوم اور عرب معاشرے میں مروّجہ مفہوم واضح کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی زبانی اس کا شرعی اور حقیقی مفہوم پیش کیا گیا ہے اور یہاں ذاتی اور شخصی صفات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے جن میں ۱۱ صفاتِ حسنہ اور ۱۰ صفاتِ سیئہ پر مشتمل الفاظ کی نبوی وضاحت کی گئی ہے۔

اس مفہوم کو 'نبوی تعریف' یا 'نبوی اصطلاح' قرار دیا جاسکتا ہے جس کی تعریف یوں ہے:

"نبی ﷺ کی زبانی الفاظ و عبارات کی ایسی وضاحت جو صحابہ کرام کے ذریعے مسلمانوں میں ان الفاظ کا ایک مخصوص مفہوم متعین و متعارف کردے۔ اس نبوی وضاحت کا مقصد کسی غلط فہمی یا التباس کی بجائے انسانیت کو ایسے معانی کی طرف متوجہ کرنا ہے جن کا ادراک عقل سے نہیں ہوسکتا تھا۔"

نبی کریم ﷺ کا اہم فریضہ قرآن کریم کی تبیین و وضاحت بھی ہے اور قرآن کریم کے مفاہیم و اسالیب کو شارح قرآن یعنی محمد ﷺ سے ہی سیکھنا چاہیے۔ اس نبوی لغت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف عربی زبان کے بل بوتے پر قرآن کریم کی تفسیر نہیں ہوسکتی، جب تک کہ نبی کریم کی تشریح پر مبنی احادیث مبارکہ سے بھی استفادہ نہ کرلیا جائے۔ چنانچہ ظلم یا حیا اور ذیل میں آنے والے الفاظ کو نبوی تشریح کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔

اس نبوی لغت میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے الفاظ کے مخصوص معانی واضح کرتے ہوئے ایسا طرزِ فکر تشکیل دیا ہے جو اسلام کے مجموعی مزاج اور مسلمان سے اللہ کے مطالبے کی حقیقی وضاحتوں پر مشتمل ہے جیسا کہ مفلس، غضب، قیراط، مہاجر، احسان وغیرہ جیسے الفاظ اس سمت ہماری واضح رہنمائی کرتے ہیں۔ ذیل میں ان الفاظ کے معانی کو مستند احادیث سے واضح کرتے ہوئے عربی متن و اُردو ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ کے ذریعے اس کو مزید نمایاں کردیا گیا ہے۔

الف۔ ذاتی صفاتِ حسنہ

۱. الکیّس یعنی دانا

ك ي س ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔ اس کا ترجمہ 'دانا شخص' کیا جاتا ہے، یعنی غیر احمق جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد جودۃ القریحۃ(۱) (حسن فطرت پر قائم باصلاحیت شخص) ہے۔

نبی ﷺ نے الکیّس کی تعریف یوں فرمائی اور آپ کے صحابہ نے ان الفاظ میں اس کی وضاحت کی:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا وَيُرْوَى عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ(۲)

”شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کرلے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز وبے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگادے اور رحمتِ الٰہی کی آرزو رکھے۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اور من دان نفسه کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرلے اس سے پہلے کہ قیامت کے روز اس کا محاسبہ کیا جائے۔ عمر بن خطاب کہتے ہیں: اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اور عرضِ اکبر (آخرت کی پیشی) کے لیے تدبیر کرو، اور جو شخص دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے تو قیامت کے روز اس پر حساب وکتاب آسان ہوگا۔ میمون بن مہران کہتے ہیں: بندہ متقی وپرہیزگار نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جیسا کہ اپنے شریک سے محاسبہ کرتا ہے کہ اس کا کھانا اور لباس کہاں سے ہے۔“

الکیّس کا مفہوم نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقعہ پر بھی بیان کیا جو سیدنا عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ قَالَ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ قَالَ أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ(۳)

”میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک انصاری صحابی آئے انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا پھر کہا: اللہ کے رسول کون سا مؤمن افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو۔ انھوں نے کہا کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے۔ آپ نے فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کے بعد (کے مراحل) کے لئے زیادہ اچھی تیاری

کرتے ہیں۔یہی عقل مند ہیں۔"

۲. الشَّدِید یعنی طاقتور

ش د د ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔اس کا ترجمہ 'کسی شے کی قوت اور پختگی' کیا جاتا ہے،جب کسی معاہدہ کو پختہ کیا جائے تو اسے شدید، یا پختہ شے اور دل کی پختگی کو شدت کہتے ہیں۔رجل شدید دلیر اور شجاع شخص کو کہا جاتا ہے۔(۴) عربی زبان میں اسی معنی میں الصُّرعة یعنی بچھاڑنا بھی آتا ہے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد الرجل الذي يصرع من حاول صراعة لشدته(۵) ہے۔یعنی "ایسا شخص جو اپنی طاقت کی بدولت، مقابل پر غالب آجائے۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الغَضَبِ»(٦)

"پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے (بے قابو نہ ہو جائے)۔"

۳. أبرّ البِرّ یعنی نیک ترین،سب سے نیکوکار

ب ر ر ثلاثی مجرد، مضعّف سے اسم تفضیل ہے۔اس کا ترجمہ 'صداقت' اور 'اس پر کاربند رہنا' ہے۔(۷) اس کے دیگر معانی میں صلہ رحمی، جنت، خیر، حج، صدقہ، اطاعت، غیر معمولی احسان اور ہر نیکی کا کام شامل ہیں۔(۸) نافرمانی کے خلاف کام کو بھی برّ کہا جاتا ہے جیسے بررت والدي، أبره برًا یعنی میں نے اپنے والد سے نیکی کی، میں ان سے نیکی کرتا ہوں۔(۹)

جبکہ اہل عرب کے ہاں اس سے مراد هو التوسع في فعل الخير، والفعل المرضي الذي يسهم في تزكية النفس(۱۰) ہے۔یعنی "نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ جانا اور ایسا پسندیدہ کام جو پاکیزگیٔ نفس کا سبب ہو۔" اس سے برّالوالد کا لفظ ہے،یعنی التوسع في الإحسان إليه وتحري محابه وتوقي مكارهه والرفق به وضده العقوق "والد سے حسن سلوک کی زیادتی، ان کے پسندیدہ امور کی جستجو اور ناپسند امور سے گریز، ان سے شفقت سے پیش آنا اور اس کی ضد، نافرمانی کرنا ہے۔" (۱۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ، وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ. وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً، كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ: فَقُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّهُمُ

الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ أَبَا هَذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ»(۱۲)

"عبداللہ بن عمر کو مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک بدوی شخص ملا، سیدنا عبداللہ نے اس کو سلام کیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اس پر اسے بھی سوار کر لیا اور اپنے سر پر جو عمامہ تھا وہ اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ ابن دینار نے کہا: ہم نے ان سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو ٹھیک اور درست رکھے! یہ بدو لوگ تھوڑے دیے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ (بن عمر) نے فرمایا: اس شخص کا والد حضرت عمر بن خطاب کا محبوب دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "والدین کے ساتھ بہترین سلوک ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ہے جن کے ساتھ اس کے والد کو محبت تھی۔"

اس حدیث سے علم ہوتا ہے کہ والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا اور شفقت سے برتاؤ کرنا دراصل والد کے احترام اور حسن سلوک کے مترادف ہے۔ اور والد کے دوستوں سے یہ حسن سلوک والد کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مزید نیکی کا باعث ہے۔

۴. الغِنٰی یعنی استغنا و تونگری

غ ن ی ثلاثی مجرد سے اسم مصدر ہے۔ اس کا ترجمہ 'کفایت کرنا' کیا جاتا ہے۔ جو عورت زیورات پہن کر اپنے حسن سے بے پروا ہو جائے یا والدین کے گھر سے مستغنی ہو جائے اسے المرأة الغانية کہتے ہیں۔ (۱۳)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد حصول ما ينافي الضر وصفة النقص ونقيضه الحاجة۱۴ ہے۔ یعنی "ضرر و نقصان سے بالاتر مقام پر پہنچ جانا اور اس کی ضد 'محتاجی' ہے۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الغِنَى عَنْ كَثْرَةِ العَرَضِ، وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ»(۱۵)

"تونگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔"

نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقع پر غنی کی حدبندی بھی فرما دی کہ اتنے مال والے کو غنی سمجھنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْأَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ، أَوْ خُدُوشٌ، أَوْ كُدُوحٌ". قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا يُغْنِيهِ قَالَ:"خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنْ

الذَّهَبِ(١٦)

”جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اُسے سوال کرنے سے بے نیاز کردے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال کرنا اس کے چہرے پر خراش ہوگی۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کتنے مال سے وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پچاس درہم یا اس کی قیمت کے بقدر سونے سے۔“

راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے خُموش کہا، یا خُدوش یا کُدوح سب کے معنی تقریباً خراش کے ہیں، بعض حضرات خدوش، خموش اور کدوح کو مترادف قرار دے کر شک راوی پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ زخم کے مراتب ہیں: کم درجے کا زخم کدوح، پھر خدوش اور پھر خموش ہے۔

آپ ﷺ نے غنی کو دل کی تونگری سے واضح کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ جہاں تک دنیا کی نعمتوں کے حصول کے ذریعے غنی کے حصول کی بات ہے تو یہ ممکن نہیں کیونکہ

«لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلْئًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلاَ يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ»(١٧)

”اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دیا جائے تو وہ دوسری کا متلاشی رہے گا۔ اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہش مند رہے گا۔ اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ پاک اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔“

۵. مخموم القلب یعنی طہارتِ قلبی

خ م م ثلاثی مجرد سے اسم مفعول ہے۔ اس کا ترجمہ ’شے کا خالی ہونا‘ کیا جاتا ہے۔ خالی گھر کو بیت مخموم یا مکنوس کہتے ہیں۔ جب کنویں کی مٹی نکال لی جائے تو اسے خمامة البئر کہا جاتا ہے۔(۱۸)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد رجل تقي من الغش والدغل(۱۹) ہے۔ یعنی ”دھوکے اور عیب سے خالی شخص“ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ﷺ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ». قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ».(٢٠)

''کون سا آدمی افضل ہے؟آپ نے فرمایا: ہر صاف دل والا، اور سچی زبان والا۔ صحابہ نے عرض کیا: سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں۔ صاف دل والا کون ہوتا ہے؟آپ نے فرمایا: پرہیزگار، پاکباز جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو، نہ زیادتی، نہ کینہ اور نہ حسد۔''

٦. مُستَرِیح یعنی راحت یافتہ یا راحت مند

روح ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'راحت پانا یا لینا' کیا جاتا ہے۔ جب کوئی تھکا ماندا شخص استراحت کرے تو اسے استراح المتعِب کہا جاتا ہے۔(٢١)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد سکَن واطمأن اور وجد هدوءًا نفسيًّا وراحة(٢٢) ہے۔ یعنی 'پر سکون اور مطمئن ہونا' اور 'ذاتی آرام اور راحت پانا' ہے۔

سیدنا ابو قتادۃ بن ربعی انصاری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا:

«مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا المسْتَرِيحُ وَالمسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: «العَبْدُ المؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالعَبْدُ الفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ العِبَادُ وَالبِلاَدُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ»(٢٣)

یہ ''مستريح يامسترا ح منه '' ہے۔ یعنی اسے آرام مل گیا، یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! 'المستريح او المستراح منه' کا کیا مطلب ہے؟آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مستریح وہ مؤمن بندہ ہے جو دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا گیا اور مستراح منہ وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔''

٧. الوَاصِل یعنی صلہ رحمی کرنے والا

و ص ل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'ملانے والا' کیا جاتا ہے۔وصل کا مطلب ایک شے کو دوسری سے ملانا ہے اور یہ هجر یعنی جدائی کے متضاد ہے۔ اسی سے صلہ رحمی کا لفظ ہے یعنی نسبی یا سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔(٢٤)

جبکہ عرب معاشرے میں الواصِل سے مراد من أقام على الإحسان إلى الأقربين من ذوي النسب والأصهار(٢٥) ہے۔ یعنی ''جو شخص اپنے خونی یا سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہو۔'' ان پر نرمی کرنے

اور ان کی نگہداشت کرنے والا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: «لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنِ الوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا»(۲۶)

"نیکی کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جارہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔"

۸. المهَاجِر یعنی ہجرت کرنے والا /المسلم

ھ ج ر ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'جدا کرنے والا' کیا جاتا ہے۔ ھجر کا مطلب کاٹنا اور دوری ہے اور یہ وَصل یعنی میل جول کے متضاد ہے۔ اسی سے ہجران اور ہجرت کا لفظ ہے یعنی جس کو پورا کرنا ضروری تھا، اس کو چھوڑ دیا یا ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا۔(۲۷)

جبکہ عرب معاشرے میں المهاجر سے مراد مُغْتَرِبٌ، أَيْ مَنْ يَشْتَغِلُ فِي بِلَادٍ أَجْنَبِيَّةٍ(۲۸) ہے۔ یعنی "اجنبی، پردیسی شخص، جو دیارِ غیر میں کام، ملازمت کرتا ہو۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«المسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالمهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ»(۲۹)

"مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

الغرض حقیقی مہاجر وہ ہوا جو اللہ کے احکامات کی تعمیل میں اللہ کی منہیات کو ترک کردے۔

۹. المؤمِن یعنی اللہ پر ایمان لانے والا

أ م ن ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'ایمان لانے والا' کیا جاتا ہے۔ أمِن کا مطلب تصدیق اور یقین کرنا۔(۳۰)

جبکہ عرب معاشرے میں المؤمن سے مراد المصدّق بالله وبرسوله وبما جاء به(۳۱) ہے۔ یعنی "اللہ اور اللہ کے رسول اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ

مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ»(۳۲)

اے ابوہریرہ! متقی ہو جاتو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔ قناعت پسند بن جاتو سب سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا۔ لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو مومن بن جائے گا۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ ہمسائیگی کا اچھا تعلق رکھ تو مسلم بن جائے گا۔ اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔"

اس فرمان نبوی میں مؤمن کی جو تعریف کی گئی ہے، سیدنا انس کی حدیث بھی اسی کی وضاحت کرتی ہے:

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»(۳۳)

"تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔"

۱۰. المُفرِّد یعنی اللہ کے لئے خالص

ف ر د ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ 'الگ تھلگ' کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی رائے میں یکسو ہو جائے، اور جب کسی موقف کو جان کر باقی لوگوں سے بے پروا ہو جائے اور لوگوں کی روک ٹوک سے بالاتر ہو جائے۔ (۳۴)

جبکہ عرب معاشرے میں المفرّد سے مراد المفرّدون الذين لا يرون إلا الله، واعتقدوه واحدا فردا وأخلصوا له بكليتهم(۳۵) ہے۔ یعنی "ایسا خالص شخص جو صرف اللہ کی منشا دیکھتا ہے، اور اس کے اکیلے و یکتا ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو، اپنے سب مفادات کر اللہ کے لئے خالص ہو جاتا ہو۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ فَقَالَ «سِيرُوا هَذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ» قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُونَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ»(۳۶)

"رسول اللہ ﷺ مکہ کے ایک راستے پر چلے جا رہے تھے کہ آپ کا ایک پہاڑ کے قریب سے گزر ہوا جس کو جُمدان کہا جاتا ہے، آپ نے فرمایا: "چلتے رہو، یہ جُمدان ہے۔ مُفرّدون (لوگوں سے الگ ہو کر تنہا ہو جانے والے) بازی لے گئے۔" لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! مفردون

سے کیا مراد ہے؟فرمایا: ”کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے (مرد) اور اللہ کو یاد کرنے والی (عورتیں)۔“

سیدنا ابوہریرہ کی ایک اور حدیث میں مفرّدون کی وضاحت یوں آئی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا»(۳۷)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مفردون آگے نکل گئے، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ مفردون کون ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی یاد وذکر میں ڈوبے رہنے والے لوگ، ذکر ان کا بوجھ اُن کے اوپر سے اتار کر رکھ دے گا اور قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔“

صحیح مسلم والی حدیث میں مفرِّدون کو تشدید کے ساتھ اور جامع ترمذی کی حدیث میں مفرِدون کو بلا تشدید بیان کیا گیا ہے۔پہلے کا مطلب الگ تھلگ ہو جانے والے اور دوسرے کا مطلب ہلکے پھلکے رہنے والے۔اور دونوں کو ایک ہی لفظ قرار دے کر، ایک ہی مطلب بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں لفظوں کا مفہوم قریب تر اور ملتا جلتا ہے۔

۱۱. المجاھِد یعنی جہاد کرنے والا

ج ھ د ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'جہاد کرنے والا' کیا جاتا ہے۔اور اسی سے یہ کہا جاتا ہے : جاهد في سبيل الله مجاهدة وجهادًا(۳۸)”اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا، جہاد و مجاہدہ“ اور جہاد کا مطلب الدعاء إلى دين الحق ہے یعنی سچے دین کی دعوت دینا۔

جبکہ عرب معاشرے میں المجاهد سے مراد من يجاهد ذاته في كل حركاته وسكناته بكفها عن مشتبهاته المنهية(۳۹) ہے۔یعنی ”جو حرکات وسکنات میں مشتبہ ممنوع چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھے۔“

سیدنا فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ». وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ»(۴۰)

”ہر میت کے عمل کا سلسلہ بند کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کے راستے میں سرحد کی پاسبانی کرتے ہوئے مرے، تو اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا رہے گا اور وہ قبر کے

فتنہ سے مامون رہے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔"

جامع ترمذی کی اس حدیث کے شارح لکھتے ہیں:

"نفس امارہ جو آدمی کو برائی پر ابھارتا ہے، وہ اسے کچل کر رکھ دیتا ہے، خواہشاتِ نفس کا تابع نہیں ہوتا اور اطاعت الٰہی میں جو مشکلات اور رکاوٹیں آتی ہیں، ان پر صبر کرتا ہے، یہی جہاد اکبر ہے۔"

ب۔ ذاتی صفاتِ سیئہ

۱. الکِبْر یعنی تکبر

ك ب ر ثلاثی مجرد سے اسم مصدر ہے۔ اس کا ترجمہ 'فخر و غرور اور نخوت' کیا جاتا ہے، عظمت اور بڑائی کو بھی کہتے ہیں۔ (۴۱) اور کبر سے ہی تکبر کا لفظ بھی ہے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد جهل الإنسان بنفسه وإنزالها فوق منزلتها(۴۲) ہے۔

- یعنی "انسان کا اپنی حقیقت سے لاعلم ہونا اور اپنے مقام سے بلند تر جگہ پر اپنے آپ کو سمجھنا۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ» قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا، قَالَ: «إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ»(٤٣)

"جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔" ایک آدمی نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر، حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔"

۲. البخیل یعنی کم ظرف

ب خ ل ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔ اس کا ترجمہ 'کم ظرف' اور 'کنجوس' کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص عام عادات، اخلاق و مروّت یا قرض کو پورا نہ کرے، تو بخیل کہلاتا ہے۔ (۴۴)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد هو من يبخل بما في يده، فيأكل ولا يعطي(۴۵) ہے۔ یعنی

"ایسا شخص جو ہاتھ میں مال ہونے کے باوجود کنجوسی کرے، خود تو کھائے اور دوسروں کو محروم رکھے۔"

سیدنا حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ»(٤٦)

"بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ مجھ پر صلاۃ (درود) نہ بھیجے۔"

عام طور پر بخیل ایسے شخص کو سمجھا جاتا ہے جو مال وعطیہ میں کنجوسی کا مظاہرہ کرے، لیکن نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ اصل بخیل تو وہ ہے جو زبان سے دعا دینے میں، اور وہ بھی اپنے سب سے بڑے محسن محمد ﷺ کو دعا دینے میں بخل کرے۔

۳. المسکین یعنی غریب/بے وسیلہ شخص

س ك ن ثلاثی مجرد سے صیغۂ صفت ہے۔اس کا ترجمہ 'فقیر' اور 'محتاج' یا کمزور وعاجز اور ذلیل بھی کیا جاتا ہے(۴۷)۔اور مسکین شخص فقیر سے زیادہ برے حالات رکھتا (۴۸) ہے، کیونکہ فقیر اس کو کہتے ہیں جو ناکافی مال رکھے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد المسكين هو من يقع ماله أو كسبه موقعها ولا يكفيه(۴۹) ہے۔یعنی "ایسا شخص جس کا مال اور کمائی بر محل خرچ ہو، لیکن اس کو کفایت نہ کرے۔"

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَكِنْ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ»(٥٠)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا چکر کاٹتا پھرتا ہے تاکہ اسے دو ایک لقمہ یا دو ایک کھجور مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پرواہو جائے۔ اس حال میں بھی کسی کو اس کا علم نہیں کہ کوئی اسے صدقہ ہی دے دے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔"

۴. الرُّوَيْبِضَة یعنی ادنی اور غبی شخص

ر ب ض ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی تصغیر ہے۔اس کا ترجمہ 'سکون واستقرار' کیا جاتا ہے۔ بکریوں کے چرواہے کو الرُّوَيْبِضَة کہتے ہیں یعنی احمق اور غبی شخص یا ہلکا اور حقیر وگناہ گار انسان۔ کیونکہ وہ گھر میں پڑا رہتا ہے اور

اسے اہم معاملات میں کوئی وزن نہیں دیا جاتا۔(۵۱)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد التافه من الرجال القاعد عن المساعد الکریمة(۵۲) ہے۔ یعنی "ایسا احمق و غبی مرد جو اہم کاموں سے دور" رہتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ»، قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: «الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ»(۵۳)

"عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بد دیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَيْبِضَه باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَيْبِضَه کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حقیر آدمی عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔"

۵. المتفيهقُون یعنی منہ پھٹ لوگ

ف ي ھ ق ملحق رباعی مزید فیہ سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ 'وسعت اور بھرنا' کیا جاتا ہے۔ سر کو گردن سے ملانے والی ہڈی کو الفهقة کہتے ہیں یعنی ریڑھ کی ہڈی کا وہ آخری جوڑ جو سر کو ملتا ہے۔ متفیھق کا مطلب منہ بھر کر اور بڑھ چڑھ کر بولنا۔(۵۴)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد الذین یتوسعون في الکلام ویفتحون به أفواهھم(۵۵) ہے۔ یعنی "گفتگو میں لمبی چھوڑنا اور منہ کھول کھول کر بولنا" ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ. فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ... وَالثَّرْثَارُ هُوَ الْكَثِيرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ الَّذِي يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُو عَلَيْهِمْ(۵۶)

"میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں۔ اور میرے

نزدیک تم میں (دنیامیں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلااحتیاط بولنے والے ،زبان دراز اور تکبر کرنے والے مُتَفَیْهِقُونَ (منہ پھٹ) ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے ثرثارون (باتونی) اور مُتَشَدِّقُون (بلااحتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن متفیهقون کون لوگ ہیں ؟ آپ نے فرمایا:" تکبر کرنے والے۔"

'ثرثار' باتونی کو کہتے ہیں: اور 'متشدق' اس آدمی کو کہتے ہیں جو لوگوں کے ساتھ گفتگو میں بڑائی جتاتے اور فحش کلامی کرتے ہیں۔"

اس حدیث میں کم بولنے اور سادگی سے گفتگو کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔اور تصنع وبناوٹ اور تکبر سے منع کیا گیا ہے۔

۶. الجوّاظ یعنی تند خو

ج و ظ ثلاثی مجرد سے اسم مبالغہ ہے۔اس کا ترجمہ 'قبیح صورت' کیا جاتا ہے۔ جُواظ کا وزن غُراب کی طرح ہے۔یعنی معاملات میں بے صبرا اور تلخ گفتگو کرنے والا، کہا جاتا ہے: أُرفُق بجُوَاظِك(۵۷) یعنی اپنی تندخوئی اور بے صبری کو کم کر، یہ تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

جبکہ عرب معاشرے میں جوّاظ سے مرادالضخم الجافي الغليظ المختال(۵۸) ہے۔یعنی "ایسا بھاری بھر کم شخص جو خشک، موٹا اور متکبر ہو۔" یا بہت مال جمع کرنے والا ایسا شخص جو دوسرے کو کچھ نہ دیتا ہو۔(۵۹)

سیدنا حارثہ بن وہب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ»...قَالَ: وَالْجَوَّاظُ: الْغَلِيظُ الْفَظُّ(٦٠)

"ترش رو، بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔" اور جوّاظ کا مفہوم ہے : سخت مزاج، بد خلق۔"

۷. الجعظري یعنی شیخی خورا

جعظر رباعی مجرد سے اسم منسوب ہے۔اس کا ترجمہ 'موٹا بھدا متکبر' کیا جاتا ہے۔ یعنی بھاری بھر کم جسم والا، پیٹو، کھاؤو۔۔فراء کہتے ہیں :الغليظ المتكبر(٦١) یعنی موٹا، متکبر شخص۔اور ایسا شخص جو چھوٹی ٹانگوں والا، موٹے وجود والا، زیادہ کھانے والا اور مضبوط آدمی۔

جبکہ عرب معاشرے میں جعظري سے مراد الذي يَنْتَفِخُ بما ليس عنده وهو إلى القِصَر ما هو(۶۲) ہے۔ یعنی "پلے کچھ نہ ہونے کے باوجود ڈینگیں مارنے والا اور وہ چھوٹائی کی طرف مائل ہو۔"

سیدنا حارثہ بن وہب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ»...قَالَ: وَالْجَوَّاظُ: الْغَلِيظُ الْفَظُّ(٦٣)

"ترش رو، بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔" اور جوّاظ کا مفہوم ہے: سخت مزاج، بد خلق۔"

لفظ جَعظَرِی کے کئی معنی آتے ہیں، مثلاً موٹا، متکبرانہ چال چلنے والا، پیٹو، جسے سر درد نہ ہوتا ہو، خود آرا، پلے کچھ نہ ہو مگر باتیں بہت بنائے اور پستہ قد ہو۔

۸. المفلِس یعنی غریب آدمی

ف ل س ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'نادار آدمی' کیا جاتا ہے۔ فَلْس کی جمع فُلُوس یعنی روپے پیسے ہے۔جب کوئی شخص مال سے محروم ہو تو کہتے ہیں: أفلسَ الرجلُ(۶۴)

جبکہ عرب معاشرے میں المفلِس سے مراد الذي لا مال له ولا ما يدفع حاجته(۶۵) ہے۔ یعنی "جس کے پاس مال نہ ہو اور اس کی حاجت پوری نہ ہوتی ہو۔" یا جس شخص کی آمدن اس کے اخراجات سے کم ہو، یا اس کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہو۔(٦٦)

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا:

أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا "الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ" فَقَالَ:إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ. (٦٧)

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی ساز وسامان۔آپ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، اس نے کسی پر بہتان لگایا ہوگا، اس نے کسی کا مال کھایا ہوگا، اس نے کسی کا

خون بہایا ہوگا اور اس نے کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمّہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

۹. العَاجِز یعنی کمزور، ضعیف

ع ج ز ثلاثی مجرد سے اسم فاعل ہے۔اس کا ترجمہ 'کمزور ومحتاج' کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اگر کوئی کام نہ کرپائے اور اسے محروم ہو جائے تو اسے عاجز کہتے ہیں۔ یہ حزم یعنی دانائی کا متضاد ہے کیونکہ اس کی رائے کمزور سمجھی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: المرء يعجز لامحالة(۶۸)

جبکہ عرب معاشرے میں العاجز سے مراد هو الأحمق الجاهل الذي لا يفكر في العواقب بل يتابع نفسه على ما تهواه(۶۹) ہے۔ یعنی "ایسا احمق جاہل شخص جو نتائج پر غور کئے بغیر صرف خواہش نفس کی پیروی کرتا ہو۔" یا اپنی خواہشات وشہوات کی پیروی میں دنیا وآخرت کے نقصان کی اسے کوئی فکر نہ ہو۔

سیدنا شداد بن اوس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ»(۷۰)

"عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کرلے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز وبے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگادے اور رحمتِ الٰہی کی آرزو رکھے۔"

۱۰. الأَخْسَرُون یعنی گھاٹے میں رہنے والے

خ س ر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل ہے۔اس کا ترجمہ 'سب سے زیادہ گھاٹے والا' کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا﴾ (الکھف:۱۰۳)

"کیا میں تمہیں عملوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے نہ بتاؤں؟"

خَسِر اور خُسران کا مطلب مالِ تجارت کا نقصان ہے اور اس کو انسان کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ: خسرت تجارته(۷۱) اور انسان کی صحت وسلامتی، عقل وایمان اور ثواب میں خسارے اور کمی پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا:

﴿قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾ (الزمر:۱۵)

”فرما دیجئے کہ اصل گھاٹے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو قیامت کے دن کھودیا، خبر دار یہی بڑا اور واضح خسارہ ہے۔“

جبکہ عرب معاشرے میں الأخسرُون سے مراد الأكثرون خسارة في المال(۷۲) ہے۔ یعنی ”جو نتیجے اور انجام کے لحاظ سے بڑے خسارے اور گھاٹے والے ہوں۔“ یعنی ایسے لوگ جو بظاہر تو مال دار ہیں، لیکن اللہ کی رحمت اور جنت سے اس بنا پر محروم ہوگئے کہ انہوں نے اللہ کے حقوق ادا نہیں کیے۔

سیدنا ابوذرؓ سے مروی ہے کہ

انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ يَقُولُ: هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِي أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ مَا شَأْنِي فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَغَشَّانِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ «الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا»(۷۳)

”میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرمارہے تھے: کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور نبی کریم ﷺ فرماتے جارہے تھے، میں آپ کو خاموش نہیں کراسکتا تھا اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہوگئی۔ میں نے پھر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے، لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرح (یعنی دائیں اور بائیں بے دریغ) اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا۔“

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بہت سے الفاظ کے شرعی معانی متعین کرکے مسلمانوں کو ان کی طرف متوجہ کیا، اس طرح آپ نے ان کی اصلاح فرماتے ہوئے ایک مخصوص تربیتی منہاج متعین فرمایا۔ اسلامی لٹریچر کے مطالعے کے دوران نبی کریم ﷺ کے بیان فرمودہ ان معانی کو ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) فارابی، ابونصر جوہری، الصحاح تاج اللغۃ: ۳؍۹۷۲، دارالعلم، بیروت، طبع چہارم ۱۹۸۷ء

(۲) جامع الترمذي: أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ حَدِيثِ الكَيسِ مَن دَانَ نَفسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعدَ الموتِ) رقم ۲۴۵۹ ’ضعیف‘

(۳) سنن ابن ماجه: كِتَابُ الزُّهْدِ (بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ)، رقم ۴۲۵۹، حسن

(٤) احمد بن فارس قزوینی رازی، مقاییس اللغة: ۳؍۱۷۹، دار الفکر، ۱۹۷۹ء، ہروی، محمد بن احمد ازہری، تهذیب اللغة: ۱۱؍۱۸۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول ۲۰۰۱ء

(٥) محمد بن فتوح حمیدی، تفسير غريب ما في الصحيحين البخاري ومسلم: ۲۷۵، مکتبۃ السنۃ، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ء

(٦) صحيح البخاري: كِتَابُ الأَدَبِ (بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ)، رقم ۶۱۱۴

(۷) مقاییس اللغة: ۱؍۱۷۷

(۸) ایوب بن موسیٰ کفوی، الکلیات: ص ۲۳۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

(۹) فارابی، ابونصر اسمٰعیل بن حماد جوہری، صحاح العربیۃ: ۲؍۵۸۸، دارالعلم، بیروت، طبع چہارم ۱۹۸۷ء

(۱۰) قاہری، زین الدین محمد حدادی، التوقيف على مهمات التعاريف: ۷۴

(۱۱) ایضاً

(۱۲) صحيح مسلم: كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ (بَابُ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ، وَنَحْوِهِمَا)، رقم ۶۵۱۳

(۱۳) فراہیدی، ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد، مقاییس اللغة: ۴؍۳۹۷، العین: ۴/۴۵۰، مکتبہ الهلال

(۱۴) التوقیفات علی مهمات التعاریف: ۲۵۴، عالم الکتب، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۰ء

(۱۵) صحيح البخاري: كِتَابُ الرِّقَاقِ (بَابُ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ)، رقم ۶۴۴۶

(۱۶) جامع الترمذي: أَبْوَابُ الزَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ)، رقم ۶۵۰

(۱۷) صحيح البخاري: كِتَابُ الرِّقَاقِ (بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ)، رقم ۶۴۳۸

(۱۸) مقاییس اللغة: ۲؍۱۵۶، ابوالحسن علی بن اسمٰعیل مرسی، المحکم والمحیط الاعظم: ۴/۵۲۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۰ء

(١٩) ابوالحسن علی بن اسمٰعیل مرسی، المخصص: ۴،١٦١، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ١٩٩٦ء
(٢٠) سنن ابن ماجه: كِتَابُ الزُّهْدِ (بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى)، رقم ۴٢١٦،حسن حديث . سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٦٣٢/٢
(٢١) احمد مختار عمر، ڈاکٹر، معجم اللغة العربية المعاصرة: ٢،٩٥۴، عالم الکتب، طبع اول، ٢٠٠٨ء
(٢٢) معجم اللغة العربية المعاصرة: مادہ مستریح
(٢٣) صحيح البخاري: كِتَابُ الرِّقَاقِ (بَابُ سَكَرَاتِ المَوْتِ): ٦٥١٢
(٢۴) مقاييس اللغة: ٦،١١۵،معجم اللغة العربية المعاصرة: ٢۴۴٩/٣
(٢۵) محمد طاہر صدیقی پٹنی،مجمع بحار الانوار: ۵،٦٠، مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، طبع، ١٩٦٧ء
(٢٦) صحيح البخاري: كِتَابُ الأَدَبِ)بَابٌ لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ(، رقم ۵٩٩١
(٢٧) مقاييس اللغة: ٦،٣۴،لسان العرب :۵،٢۵٢،معجم اللغة العربية المعاصرة: ٢٣٢۵/٣
(٢٨) معجم اللغة العربية المعاصرة: مادہ 'ہجر'
(٢٩) صحيح البخاري: كِتَابُ الرِّقَاقِ (بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ المَعَاصِي)، ٦۴٨۴
(٣٠) مقاييس اللغة: ١،١٣۵،الكليات: ص ٢١٢
(٣١) التعريفات: ص ١٩٦، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ١٩٨٣ء
(٣٢) سنن ابن ماجه: كِتَابُ الزُّهْدِ (بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى)، رقم ۴٢١٧، حسن السلسلة الصحيحة: ٦٠٢/٢
(٣٣) صحيح البخاري: كِتَابُ الإِيمَانِ (بَابٌ مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)، رقم ١٣
(٣۴) زبیدی، محمد بن محمد مرتضیٰ، تاج العروس: ۴٨٣/٨، دار الہدایہ، جزری، مجد الدین ابن اثیر، النهاية في غريب الحديث: ٣،۴٢۵، مکتبہ علمیہ، بیروت، ١٩٧٩ء
(٣۵) ابوالفضل عیاض موسیٰ مالکی، مشارق الانوار على صحاح الانوار: ١۵١/٢، مکتبہ عتیقہ، دار التراث
(٣٦) صحيح مسلم: كِتَابُ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ (بَابُ الْحَثِّ عَلَى ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى)، رقم ٦٨٠٨
(٣٧) جامع الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ فِي الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ)، رقم ٣۵٩٦، ضعیف
(٣٨) الصحاح تاج اللغة: ٢،۴٦١، جرجانی، علی بن محمد شریف ،التعريفات: ٨٠
(٣٩) مجمع بحار الانوار: ۵،٣٦۵
(۴٠) جامع الترمذي: أَبْوَابُ فَضَائِلِ الجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا)،

رقم۱۶۲۱، حسن صحیح وضعیف الجامع از محمد ناصر الدین البانی: ۸۳/۲

(۴۱) مقاییس اللغة: ۵؍۱۵۳، تہذیب اللغة: ۱۰؍۱۱۹، الصحاح تاج اللغة: ۸۰۱/۲

(۴۲) تفسیر غریب ما في الصحیحین البخاري ومسلم :۲۷۵

(۴۳) صحیح مسلم: كِتَابُ الْإِيمَانِ (بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ)، رقم۲۶۵

(۴۴) مقاییس اللغة: ۱؍۲۰۷، ہروی، محمد بن محمد ازہری، تہذیب اللغة: ۱۸۰/۷، محمد بن عمر اصفہانی مدینی، المجموع المغیث فی غریبی القرآن والحدیث: ۱؍۱۳۵، دار المدنی، جدۃ، طبع اول ۱۴۰۸ھ

(۴۵) عسکری، ابوہلال حسن بن عبد اللہ مہران، معجم الفروق اللغویة: ص ۲۰۲، الکلیات: ص ۲۴۲

(۴۶) جامع الترمذي: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ)، رقم ۳۵۴۶

(۴۷) مقاییس اللغة: ۳؍۸۸اور ۵؍۱۴۸

(۴۸) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة: ۵؍۲۱۳۷

(۴۹) یمنی، نشوان بن سعید حمیری، شمس العلوم ودواء کلام العرب: ۳۱۳۷/۵، سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابوبکر جلال الدین، معجم مقالید العلوم فی الحدود والرسوم: ص ۵۱، مکتبہ الآداب، قاہرہ، طبع اول ۲۰۰۴ء

(۵۰) صحیح البخاري: كِتَابُ الزَّكَاةِ (بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {لاَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا}، رقم۱۴۷۹

(۵۱) مقاییس اللغة: ۴۷۷/۲، تاج العروس: ۴۳۶/۱۸، النہایة في غریب الحدیث: ۱۸۵/۲

(۵۲) زمخشری، محمود بن عمر، أساس البلاغة: ۳۳۰/۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۹۹۸ء

(۵۳) سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْفِتَنِ ،بَابُ شِدَّةِ الزَّمَانِ: ۴۰۳۶... حسن لغیرہ السلسلة الصحیحة: ۵۰۸/۴

(۵۴) مقاییس اللغة: ۴۵۶/۴، المحکم والمحیط الاعظم: ۱۲۷/۴

(۵۵) مجمع بحار الانوار: ۱۸۵/۴

(۵۶) جامع الترمذي: أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الأَخْلاَقِ): ۲۰۱۸، حسن ...سلسلة الصحیحة: ۴۱۹/۲

(۵۷) تاج العروس ولسان العرب: زیر مادہ ج وظ

(۵۸) تاج العروس: زیر مادہ ج وظ ولسان العرب

(۵۹) محمد بن ابوالفتح بعلی، المطلع علی ألفاظ المقنع: ۳۰۴، مکتبۃ السوادی، طبع اول ۲۰۰۳ء

(۶۰) سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب في حسن الخلق: ۴۸۰۱

(۶۱) تاج العروس ولسان العرب: زیر مادہ جعظر

(۶۲) تاج العروس: زیر مادہ ج وظ ولسان العرب

(۶۳) سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب في حسن الخلق: ۴۸۰۱

(۶۴) مقاییس اللغة: ۴۵۱/۲، تھذیب اللغة: ۲۹۷/۱۲

(۶۵) سعدی ابو حبیب، ڈاکٹر، القاموس الفقھي: ۲۹۰، دارالفکر، دمشق، طبع دوم ۱۹۹۳ء

(۶۶) المطلع علی ألفاظ المقنع: ۳۰۴

(۶۷) صحیح مسلم: کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ (بَابُ تَحْرِیمِ الظُّلْمِ)، رقم ۶۵۷۹

(۶۸) مقاییس اللغة: ۴، ۲۳۲

(۶۹) ابن رجب حنبلی، کتاب شرح حدیث لبیك اللھم لبیك: ص ۱۲۶

(۷۰) جامع الترمذي: أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ حَدِيثِ الكَيسِ مَن دَانَ نَفسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعدَ الموتِ) رقم ۲۴۵۹... ضعیف

(۷۱) اصفہانی، ابوالقاسم حسین بن محمد راغب، الصحاح تاج اللغة: ۶۴۵/۲، المفردات فی غریب القرآن: ۲۸۱

(۷۲) ملا علی بن محمد ہروی قاری، مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۲۲/۴، دارالفکر، بیروت، طبع اول ۲۰۰۲ء

(۷۳) صحیح البخاري، کِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ ، بَابٌ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ: ۶۶۳۸

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لا إله إلا الله محمد رسول الله